ابو عبداللہ طارق[1]

روایتِ شداد بن اَوسؓ اور شرکِ اکبر کا وجود

فنِ حدیث کی رو سے تحقیقی جائزہ

انہی دنوں بعض لوگوں نے یہ نیا دعویٰ شروع کر دیا ہے کہ اُمتِ مسلمہ میں شرکِ اکبر نہیں پایا جاسکتا اور اِس اُمت کا کوئی فرد شرکِ اکبر نہیں کر سکتا۔ اس دعویٰ سے مقصود یہ ہے کہ آج اگر بعض لوگوں کو شرک سے بچنے کی تلقین کی جائے تو وہ یہ جواب دے سکیں کہ

"بھائی! اب شرک کیسا، اس کا تو اس اُمت میں امکان ہی نہیں ہے۔"

اس مقصد کے لئے شداد بن اَوس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت بلند و بانگ دعووں کے ساتھ پیش کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روایت میں سورج، چاند، پتھر اور بتوں کی پوجا کا مسلمانوں سے اِمکان رد کر دیا ہے، لہٰذا مسلمان کبھی بھی شرکِ اکبر کے مرتکب نہیں ہو سکتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب یہ روایت شداد بن اوس کی زبانی یوں بیان کی جاتی ہے:

قال رسول الله ﷺ: « إنّ أخوف ما أتخوف على أمتي الإشراك بالله أما إنّي لست أقول يعبدون ولا شمسا ولا قمرا ولا وثناء ولكن أعمالا لغير الله وشهوة خفية»[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھے اپنی اُمت پر سب سے زیادہ خطرہ اللہ کے ساتھ شرک کا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سورج، چاند اور بت کی عبادت کریں گے لیکن وہ عمل کریں گے، اللہ کے علاوہ دوسروں کے (دکھانے کے) لئے اور شہوتِ خفیہ کا"

---

١ اُستاذِ حدیث جامعہ لاہور الاسلامیہ Lahore Islamic University جوہر ٹاؤن برانچ، لاہور

٢ سنن ابن ماجہ: ۴۵۰۵

روایتِ مذکور کی تحقیق

ابن ماجہ کی یہ روایت رواد بن الجراح عن عامر بن عبد الله عن الحسن ابن ذكوان عن عبادہ بن نسی عن شداد بن أوس کی سند سے مروی ہے۔

① روایتِ مذکور پر علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعف کا حکم لگایا ہے۔[1]

② ڈاکٹر بشار عواد معروف بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔[2]

③ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"(یہ روایت) ضعیف ہے اور اس کے دو شاہد ہیں جو ضعیف جدًا ہیں۔"[3]

④ اِس روایت کی سند میں تین علتیں ہیں:

پہلی علت: حسن بن ذکوان ابوسلمہ بصری مدلس ہے اور عَن کے ساتھ بیان کرتا ہے اور اس نے سماع کی صراحت بھی نہیں کی جیسا کہ

① حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

صدوق يخطيء رمي بالقدر وكان يدلس من السادسة[4]

"یہ صدوق ہے (حدیث میں) غلطیاں کرتا ہے، قدری (تقدیر کا منکر) ہے۔ تدلیس کرتا ہے اور طبقہ سادسہ سے ہے۔"

② مزید فرماتے ہیں: أشار ابن مساعد إلیٰ أنه كان مدلسًا[5]

"ابن مساعد نے اِس کے مدلس ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔"

③ امام علائی، ابوزرعہ ابن العراقی، سیوطی، حلبی اور الدمینی نے بھی اِس کو مدلسین میں ذکر[6] کیا ہے: فدلسه بإسقاط عمرو بن أبي خالد[7]

---

١ ضعیف سنن ابن ماجہ، ص ۳۴۶، ضعیف الجامع الصغیر، ص ۱۸۹، ضعیف الترغیب والترہیب: ۲۹/۱

٢ حاشیہ سنن ابن ماجہ بتحقيقه زیر رقم: ۳۹۰۵

٣ انوار الصحیفۃ: ص ۵۲۹

٤ تقریب التہذیب ص ۷۰

٥ مراتب المدلسین رقم: ۷۰، طبقہ ثالثہ

٦ الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين، ص ۵۰

٧ إتحاف ذوي الرسوخ بمن رمي بالتدليس من الشيوخ ص ۲۳

''اِس نے عمرو بن ابو خالد کا واسطہ گرا کر تدلیس کی ہے۔''

④ حافظ ابن حجر ، امام ابن عدی جرجانی سے ایک روایت کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ

إنما سمعها الحسن من عمرو بن خالد عن حبيب فأسقط الحسن بن ذكوان عمرو بن خالد من الوسط[1]

'' اِس روایت کو حسن نے عمرو بن خالد سے سنا۔ پس حسن بن ذکوان نے درمیان سے عمرو بن خالد کو گرا دیا۔''

⑤ نیز ایک روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

فقيل للحسن بن ذكوان سمعته من الحسن قال: لا قال العقيلي ولعله سمع من الأشعث يعني فدلسه[2]

''حسن بن ذکوان سے پوچھا گیا کہ (کیا) تو نے اِس کو حسن سے سنا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ نہیں۔ امام عقیلی فرماتے ہیں کہ شاید اِس نے اِس کو اَشعث سے سنا ہو، یعنی اِس (حسن بن ذکوان) نے اِس میں تدلیس کی ہے۔''

جہاں تک مدلس کی عن کے ساتھ بیان کردہ روایت کے قابل حجت نہ ہونے کی بات ہے تو علامہ امام عینی حنفی فرماتے ہیں:

والمدلِّس لا يحتج بعنعنته إلا أن يثبت سماعه من طريق آخر[3]

''مدلس کی عن کے ساتھ بیان کی ہوئی روایت قابل حجت نہیں ہوتی اِلا کہ دوسری سند سے اس کا سماع ثابت ہو جائے۔''

یہ سند حسن بن ذکوان کی تدلیس اور عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے اور قابل حجت نہیں۔ بلکہ ڈاکٹر بشار عواد معروف اور شیخ شعیب ارناؤوط، حافظ ابن حجر کے اِس راوی کو صدوق کہنے کا تعاقب / تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'' بلکہ (حسن بن ذکوان) ضعیف ہے۔ اِس کو یحییٰ بن معین، ابو حاتم رازی، امام نسائی، ابن ابی الدنیا اور امام دار قطنی نے ضعیف کہا ہے اور امام احمد فرماتے ہیں کہ

---

1 تہذیب التہذیب: ۲/ ۲۷۷

2 ایضًا

3 عمدۃ القاری: باب الوضوء من الحدث ۲/ ۵۸۹

اِس کی بیان کردہ حدیثیں باطل ہیں۔"[1]

⑥ امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:
"عجیب و غریب روایتیں بیان کرنے والا اور منکر الحدیث ہے۔"
اور فرمایا کہ کان قدریا "یہ قدری (تقدیر کا منکر) تھا۔"

⑦ امام احمد بن حنبل بھی فرماتے ہیں: أحادیثه أباطیل
"اس کی بیان کردہ حدیثیں باطل ہیں۔"

⑧ امام اثرم فرماتے ہیں:
میں نے ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ آپ حسن ذکوان کے متعلق کیا فرماتے ہیں:
"تو اُنہوں نے کہا کہ اُس کی بیان کردہ حدیثیں باطل ہیں۔"

⑨ امام آجری امام ابو داؤد سے بیان کرتے ہیں کہ کان قدریًا "یہ قدری تھا۔"
(امام آجری) فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ زعم قوم أنه کان فاضلا. قال ما بلغنی عنه فضل[2]
"کچھ لوگ اُسے (عالم) فاضل گمان کرتے ہیں تو (امام ابو داؤد) نے جواب دیا کہ مجھے تو اُس کے فضل والی کوئی بات نہیں پہنچی۔"

دوسری علت: اِس روایت کے ضعیف ہونے کی دوسری علت عامر بن عبد اللہ ہے۔

① حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:
"روّاد کا شیخ عامر بن عبد اللہ مجہول ہے۔"[3]

② امام منذری فرماتے ہیں: لا یعرف "یہ راوی معروف نہیں، (یعنی مجہول) ہے۔"[4]

③ امام ذہبی فرماتے ہیں:
عن الحسن بن ذکوان وعنه روّاد بن الجراح نکرة[5]

---

۱ تحریر تقریب التہذیب: ۱/۲۷۳ طبع بیروت
۲ تہذیب التہذیب: ۲/۲۷۷
۳ التقریب: ص ۱۶۱
۴ الترغیب والترہیب ۱/۷۱، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت
۵ الکاشف: ۲/۵۱

"یہ حسن بن ذکوان سے روایت کرتا ہے اور اِس (یعنی عامر) سے رواد بن جراح روایت کرتا ہے۔ (اِس میں) نکارت ہے۔"

④ امام ابن عدی جرجانی فرماتے ہیں: منکر الحدیث ہے۔[1]

⑤ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"یحییٰ بن معین کے اِس کے بارے میں (دو) مختلف قول ہیں۔ ابن عبد البرقی نے اِس کے بارے میں اُن سے بیان کیا ہے کہ یہ ثقہ ہے اور عباس الدوری نے اِس کے بارے میں اُن سے بیان کیا ہے کہ لیس بشيء یہ کچھ بھی نہیں ہے۔"[2]

محدثین کے ہاں لیس بشيء جرح کے الفاظ میں سے ہے جو راوی کے ضعیف ہونے کے بارے میں استعمال ہوتے ہیں۔

تیسری علت: اِس میں ایک راوی روّاد بن الجراح ہے جس کے بارے میں

① امام دارقطنی فرماتے ہیں: "یہ متروک ہے۔"[3]

② امام ذہبی فرماتے ہیں: له مناكير ضُعّف[4]

"اِس کی (بیان کردہ روایتیں) منکر ہیں، اِسے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔"

③ امام زیلعی لکھتے ہیں: قال الشيخ في الإمام ليس بالقوي[5] "یہ قوی نہیں ہے۔"

④ امام نسائی فرماتے ہیں:

ليس بالقوى روى غير حديث منكر وكان قد اختلط[6]

"یہ قوی نہیں ہے۔ اِس نے کئی ایک منکر حدیثیں روایت کی ہیں اور اسے اختلاط ہو گیا تھا۔"

⑤ امام ابن الجوزی فرماتے ہیں:

---

1 میزان الاعتدال: ۳۶۱/۲
2 تعجیل المنفعۃ: ص ۲۰۷
3 میزان الاعتدال ۵۵/۱
4 الکاشف ۲۴۳/۱
5 نصب الرایۃ: ۱۸۸/۱
6 کتاب الضعفاء والمتروکین: ص ۲۹۰

أدخله البخاري في الضعفاء وقال: كان قد اختلط لا يكاد يقوم حديثه[1]

"امام بخاری نے اس کو ضعفا میں داخل کیا ہے اور (یہ بھی) فرمایا ہے کہ اِسے اختلاط ہو گیا تھا۔ اِس کی (بیان کردہ) حدیث مضبوط نہیں ہوتی۔"

⑥ امام ابو حاتم فرماتے ہیں:

محله الصدق تغير حفظه وقال مرة: كان قد اختلط لا يكاد يقوم له حديث قائم[2]

"صدوق ہے۔ اِس کا حافظ متغیر ہو گیا تھا اور ایک مرتبہ کہا کہ: اِس کو اختلاط ہو گیا تھا۔ اس کی بیان کردہ حدیث مضبوط نہیں ہوتی۔"

⑦ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

صدوق اختلط بآخره فتُرك[3]

"صدوق ہے۔ آخر میں اسے اختلاط ہو گیا تھا پس ترک کر دیا گیا۔"

⑧ نیز فرماتے ہیں: "رواد ضعیف ہے۔"[4]

⑨ امام ابن الجوزی فرماتے ہیں:

وقال أحمد: حديث عن سفيان أحاديث مناكير[5]

"امام احمد فرماتے ہیں: اِس نے سفیان سے منکر روایتیں بیان کیں ہیں۔"

⑩ امام ابن عدی فرماتے ہیں: عامة ما يرويه لا يتابعه الناس عليه وكان شيخًا صالحا وفي الصالحين بعض النكرة الا أنه يكتب حديثه

"لوگ عام طور پر اِس کی بیان کردہ روایتوں پر اِس کی متابعت نہیں کرتے۔ نیک شیخ تھا اور نیک لوگوں میں ہی کچھ نکارت ہوتی ہے۔ مگر اِس کی حدیث کو لکھا جائے گا۔"

⑪ ابن حبان نے اِس کو ثقات میں ذکر کیا اور کہا کہ يخطئ ويخالف

---

1. ایضاً: ۲۸۶/۱
2. الجرح والتعدیل: ۵۲۴/۳
3. تقریب التہذیب: ص ۱۰۴
4. الاصابہ: ۲۸۲/۲
5. کتاب الضعفاء والمتروکین: ۲۸۶/۱

"غلطیاں کرتا اور (ثقات کے) خلاف روایتیں بیان کرتا ہے۔"

⑫ یعقوب بن سفیان نے کہا کہ "یہ حدیث (بیان کرنے) میں ضعیف ہے۔"

⑬ امام دار قطنی فرماتے ہیں: "یہ متروک ہے۔"

⑭ امام ابو احمد حاکم فرماتے ہیں: تغير بآخرة فحدث بأحاديث لم يتابع عليه
"آخر میں اِس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ پس اس نے ایسی ایسی حدیثیں بیان کیں جن پر اس کی متابعت نہیں کی گئی۔"

⑮ امام محمد بن عوف الطائی فرماتے ہیں: دخلنا عسقلان فإذا برواد قد اختلط
"ہم عسقلان میں داخل ہوئے۔ پس رواد کو اختلاط ہو چکا تھا۔"

⑯ امام ساجی فرماتے ہیں: عنده مناكير "اِس کے پاس منکر روایتیں ہیں۔"

⑰ حفاظ نے کہا کہ كثيرًا ما يخطئ ويتفرد بحديث ضعفه الحفاظ فيه وخطؤه
"اکثر غلطیاں کرتا اور ایسی حدیثیں بیان کرنے میں متفرد ہے۔ جن کی وجہ سے حفاظ نے اِس کو ضعیف اور خطاکار قرار دیا ہے۔"

⑱ ابن معین سے مروی ہے کہ لا بأس به إنما غلط في حديث سفيان
"اِس میں کوئی حرج نہیں۔ اِس نے سفیان کی حدیث میں غلطیاں کیں ہیں"

⑲ اور اِن سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ ثقہ ہے۔

⑳ امام احمد فرماتے ہیں: "صاحبِ سنت ہے، اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔"[2]

㉑ مفتی احمد یار خان نعیمی ایک حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے ایک راوی کو ضعیف اور دوسرے کو مجہول کہنے کے بعد فرماتے ہیں:
"ان دو نقصوں کی وجہ سے ہی یہ (روایت) نا قابل عمل ہے۔"[3]

---

1 پہلے مذکور جرح کرنے والے ائمہ کے مقابلہ میں بعض کے اِس کو صدوق کہنے سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے کیونکہ اِن صدوق کہنے والے ائمہ نے خود بھی اِس راوی پر جرح کی ہے اور پھر اِن کا اِس کو صدوق کہنا باقی ائمہ کے بھی خلاف ہے۔ جنہوں نے اِس پر جرح کر رکھی ہے۔ یوں بھی جرحِ مفسر جمہور کے نزدیک تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔ (ضوابط الجرح والتعدیل ص ۴۴)

2 تہذیب التہذیب: ۲۸۹/۳

3 جاء الحق، ص ۵۲۰، طبع جدید

متابعت

ابن ماجہ کی بیان کردہ اِس روایت کے دو متابع ذکر کیے جاتے ہیں:

متابع اوّل: یہ روایت مسند احمد[1]، مستدرک حاکم[2]، شعب الایمان للبیہقی[3]، طبرانی کبیر[4]، طبرانی اوسط[5]، مسند شامیین[6] اور حلیۃ الاولیاء[7] میں عبد الواحد بن زید بصری عن عبادة بن نسی عن شداد بن أوس کی سند سے مروی ہے اور اس کو یوں بیان کیا جاتا ہے کہ شداد کہتے ہیں:

قلت يا رسول الله! أتشرك أمتك من بعدك؟ قال «نعم»، قال: «أما إنهم لا يعبدون شمسًا ولا قمرًا ولا حجرًا ولا وثنًا»

''میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے بعد آپ کی اُمت شرک کرے گی فرمایا: ہاں۔ فرمایا خبر دار، وہ سورج، چاند، پتھر اور بت کی پوجا نہیں کریں گے (لیکن لوگوں کے دکھلاوے کے لیے عمل کریں گے)۔''

اور اِس کے متعلق امام حاکم کی تصحیح کا بڑے زور وشور سے ذکر کیا جاتا ہے۔

① حالانکہ ان کے متعلق امام زیلعی لکھتے ہیں:

تصحيح الحاكم لا يعتد به فقد عرف تساهله في ذلك[8]

''امام حاکم کے کسی حدیث کو صحیح کہنے کو معتبر نہیں سمجھا جائے گا، کیونکہ اس بارے (صحیح قرار دینے) میں ان کا تساہل معروف ہے۔''

② نیز دوسرے ائمۂ حدیث نے امام حاکم کی طرف سے اِس روایت کی تصحیح کی تردید بھی کی ہے۔ امام منذری، امام حاکم کی تصحیح نقل کرنے کے بعد اِس کو رد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

---

١ ج ۴/ص ۱۲۴، رقم ۱۷۱۲۰
٢ رقم ۸۱۰۶، دوسرا نسخہ ۷۹۴۰، تیسرا نسخہ: ۴/ ۳۳۰
٣ رقم ۶۴۱۱، دوسرا نسخہ ۶۸۳۰
۴ رقم ۷۱۴۵، ۷۱۴۴
۵ رقم ۴۲۱۳
٦ رقم ۲۲۳۶
٧ رقم ۱/ ۲۶۸
٨ نصب الرایہ: ۱/ ۳۴۴

''یہ روایت صحیح کیسے ہو سکتی ہے۔ حالانکہ اِس میں عبد الواحد بن زید متروک (راوی) ہے۔''[1]

③ علامہ البانی فرماتے ہیں:

''حاکم نے کہا ہے کہ اِس کی سند صحیح ہے۔ جبکہ امام ذہبی اور اُن سے پہلے امام منذری نے اِس کا تعاقب کیا ہے کہ اِس میں عبد الواحد بن زید زاہد، قصہ گو اور متروک راوی ہے۔''[2]

④ امام ذہبی اور امام ابن الملقن بھی امام حاکم کا تعاقب ورد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ متروک ہے۔''[3]

⑤ علامہ البانی فرماتے ہیں:

''یہ روایت ضعیف جدًا یعنی انتہائی ضعیف ہے۔''[4]

⑥ شیخ شعیب اَرناؤوط اور مسند احمد کی تحقیق میں اُن کے ساتھ محققین کی جماعت نے کہا ہے کہ اِس روایت کی سند ضعیف جدًا (انتہائی ضعیف) ہے۔[5]

⑦ علامہ مختار احمد ندوی شعب الایمان کی تحقیق و تعلیق میں اسی مذکورہ روایت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إسناده ضعيف، عبد الواحد بن زيد متروك الحديث

''اس روایت کی سند ضعیف ہے اسمیں عبد الواحد بن زید ومتروک الحدیث ہے''

⑧ اور امام ہیثمی فرماتے ہیں: فيه عبد الواحد بن زيد وهو ضعيف

''اس میں عبد الواحد بن زید ہے اور وہ ضعیف ہے۔''[6]

⑨ امام نسائی فرماتے ہیں: ''یہ متروک الحدیث ہے۔''[7]

---

۱ الترغیب والترہیب: ۱/۱۷ طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت

۲ ہدایۃ الرواۃ: ۵/۶۷

۳ تلخیص حاشیہ مستدرک ۵/۲۴۸

۴ ضعیف الترغیب والترہیب: ۱/۲۹

۵ الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند احمد ۲۸/۳۴۷، طبع دوم، بیروت

۶ مجمع الزوائد: ۳/۲۰۲

۷ الضعفاء والمتروکون: ص ۱۵۲، دوسرا نسخہ ص ۲۹۲، رقم ۳۷۰

⑩ امام ذہبی فرماتے ہیں: قال البخاري والنسائي متروك[1]
''یعنی امام بخاری اور امام نسائی فرماتے ہیں: یہ متروک ہے۔''

⑪ امام ذہبی فرماتے ہیں: ''امام بخاری نے فرمایا کہ یہ متروک ہے۔''[2]

⑫ امام ابن ابی حاتم رازی فرماتے ہیں: عمرو بن علي قال كان عبد الواحد بن زيد قاصا وكان متروك الحديث[3]
عمرو بن علی فرماتے ہیں: ''عبد الواحد بن زید قصہ گو اور متروك الحديث تھا۔''

⑬ امام ابن الجوزی فرماتے ہیں: قال الفلاس: متروك الحديث[4]
''فلاس فرماتے ہیں کہ یہ متروک الحدیث ہے۔''

⑭ نیز امام دار قطنی نے اِس (عبد الواحد) کو کتاب الضعفاء والمتروکین میں ذکر[5] کیا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں:
عبد الواحد بن زيد البصري عن الحسن و عن عبادة بن نسي تركوه[6]
''عبد الواحد بن زید بصری حسن اور عبادہ بن نسی سے روایت کرتا ہے۔ محدثین نے اس کو ترک کر دیا ہے۔''

⑮ امام احمد بن صالح فرماتے ہیں:
لا يترك حديث الرجل حتى يجتمع الجميع علىٰ ترك حديثه ... فأما أن يقال فلان متروك فلا إلا أن يجمع الجميع على ترك حديثه[7]
''یعنی اُس وقت تک کسی راوی کی حدیث کو ترک نہیں کیا جاتا اور کسی راوی کو

١ المغنی فی الضعفاء: ١/٥٨١، رقم ٣٨٦٩
٢ دیوان الضعفاء والمتروکین ص ٢٠٣
٣ الجرح والتعدیل للرازی ٦/٢٠، رقم ١٠٧
٤ کتاب الضعفاء والمتروکین ٢/١٥٥
٥ ص ١٢٠، رقم ٣٤٣
٦ الضعفاء الصغیر، ص ١٥٤، رقم: ٢٣٠، التاریخ الکبیر: ٦/٦٢، رقم: ١٧١٣
٧ ضوابط الجرح والتعدیل، ١٤٥

متروک نہیں کہا جاتا جب تک کہ سب (محدثین) اُس کی حدیث کو ترک کرنے پر اتفاق نہ کرلیں۔"[1]

⑯ امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: ليس بشيء یعنی "یہ (حدیث میں) کچھ بھی نہیں ہے۔"[1]

⑰ نیز فرماتے ہیں: عبد الواحد بن زيد ليس حديثه بشيء ضعيف الحديث[2]
"عبد الواحد بن زید کی (بیان کردہ) حدیث کی کچھ بھی (حیثیت) نہیں ہے۔ یہ ضعیف الحدیث ہے۔"

⑱ امام ابوحاتم فرماتے ہیں: ليس بالقوي في الحديث ضعيف بمرة[3]
"یہ حدیث میں مضبوط نہیں ہے، ایک مرتبہ فرمایا: ضعیف ہے۔"

⑲ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: قال يعقوب بن شيبة صالح متعبد وأحسبه كان يقول بالقدر وليس له علم بالحديث وهو ضعيف وقد دلس بشيء
"یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں، یہ نیک عبادت گزار ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ یہ تقدیر کا انکار کرتا تھا، اور اِسے حدیث کا کچھ بھی علم نہیں تھا اور یہ ضعیف ہے۔ کچھ تدلیس بھی کرتا ہے۔"

⑳ قال النسائي: ليس بثقة
"امام نسائی فرماتے ہیں: یہ ثقہ نہیں ہے۔"

㉑ ذكره الساجي والعقيلي وابن شاهين وابن الجارود في الضعفاء
"اس کو امام ساجی، عقیلی، ابن شاہین اور ابن الجارود نے ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔"

㉒ نیز حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: كان فمن يقلب الأخبار من سوء حفظه وكثرة وهمه فلما كثر استحق الترك[4]

---

١ تاریخ یحییٰ بن معین: ۸۹/۴، رقم ۳۲۸۹، تاریخ عثمان بن سعید دارمی: ص ۱۴۸، رقم ۵۰۶، الضعفاء الکبیر للعقیلی: ۵۴/۳، رقم ۱۰۱۴

٢ الجرح والتعدیل للرازی: ۲۰/۶، رقم ۱۰۷

٣ ایضاً

٤ لسان المیزان: ۹۹/۴ دوسرا نسخہ ۸۱

"...یہ اپنے سوءِ حفظ اور کثرتِ وہم کی وجہ سے اخبار کو اُلٹ پلٹ کر دینے والوں میں سے ہے پس جب یہ کثرت سے ایسا کرنے لگا تو ترک کر دیئے جانے کا مستحق ٹھہرا"

٤٢ حافظ ابن حجر مزید فرماتے ہیں: قال يعقوب بن سفيان: ضعيف، وقال أبو عمرو بن عبد البر أجمعوا على ضعفه[1]

"یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے اور امام ابو عمرو بن عبد البر فرماتے ہیں کہ اس کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے۔"

٤٣ امام ابن حبان فرماتے ہیں:

كان ممن غلب عليه العبادة حتى غفل عن الإتقان فيما يروي فكثر المناكير في روايته على قلتها فبطل الاحتجاج به[2]

"یہ اُن میں سے تھا جن پر عبادت غالب آگئی حتیٰ کہ یہ جن روایتوں کو بیان کرتا اُن میں ضبط و اتقان سے غافل ہو گیا۔ پس اِس کی روایتیں کم ہونے کے باوجود اکثر منکر ہیں۔ پس اِس کے ساتھ دلیل پکڑنا باطل ہے۔"

پس ابن حبان کے اِس راوی عبد الواحد بن زید بصری کے بارے میں اِن مذکورہ ریمارکس سے ہی ابن حبان کے اِس راوی کو کتاب الثقات میں ذکر[3] کرنے کا از خود ردّ بھی ہو جاتا ہے۔

٤٥ نیز حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: وذكره أيضًا في الثقات فما أجاد[4]

"ابن حبان نے اِس راوی کو کتاب الثقات میں بھی ذکر کر کے اچھا نہیں کیا۔"

٤٦ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عبد الواحد بن زيد البصرى، منكر الحديث عن الحسن وعبادة بن نسي[5] "عبد الواحد بن زید بصری منکر الحدیث ہے، حسن اور عبادۃ بن نسی سے

---

١ تعجیل المنفعۃ: ص ٢٦٦
٢ کتاب المجروحین: ٢/ ١٣٩، رقم ٦٧٧
٣ ٧/ ١٢٤
٤ لسان المیزان: ٤/ ٩٩ دوسرا نسخہ ٨١ نیز دیکھیں: تعجیل المنفعۃ: ص ٢٦٦
٥ التاریخ الصغیر: ص ١٨١، دوسرا نسخہ: ص ١٤٤..... نیز دیکھیں تعجیل المنفعۃ: ص ٢٦٦

روایت کرتا ہے۔"

نیز امام صاحب فرماتے ہیں:

من قلت فیه منكر الحديث فلا تحل الرواية عنه[1] "جس کے بارے میں میں یہ کہہ دوں کہ یہ منکر الحدیث ہے تو اُس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے۔"

یہ تو صورتحال تھی پہلے متابع کی، اب آتے ہیں دوسرے متابع کی طرف جس کی صورتِ حال اس سے بھی زیادہ خراب ہے:

دوسرا متابع

یہ روایت حلیۃ الأولیاء[2] میں عطاء بن عجلان عن خالد محمود بن الربيع عن عبادة بن نسي عن شداد بن أوس سے مروی ہے۔ اس کے متن کے الفاظ عبد الواحد بن زید بصری کے روایت کردہ الفاظ ہی ہیں۔

① اِس سند میں راوی ابو محمد عطا بن عجلان بصری عطار کے متعلق حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "یہ متروک ہے بلکہ ابن معین اور فلاس نے اِس کو کذاب کہا ہے۔"[3]

② امام نسائی فرماتے ہیں: مُنکر الحدیث ہے۔[4]

③ امام ابن معین فرماتے ہیں: "یہ کچھ بھی نہیں ہے (بس) کذاب ہے۔" اور ایک مرتبہ فرمایا کہ "اس کے لئے حدیث گھڑی جاتی تھی اور یہ اِس کو روایت کر دیتا تھا۔"

④ فلاس فرماتے ہیں: "یہ کذاب ہے۔"

⑤ امام بخاری فرماتے ہیں: "یہ منکر الحدیث ہے۔"

⑥ امام ابوحاتم اور امام نسائی فرماتے ہیں: "متروک ہے۔"

⑦ امام دار قطنی فرماتے ہیں: "یہ ضعیف ہے (اور متابعات و شواہد میں بھی) قابل اعتبار نہیں ہے اور ایک مرتبہ فرمایا کہ یہ متروک ہے۔"[5]

---

1 ضوابط الجرح والتعدیل: ص ۱۴۸
2 حلیۃ الاولیاء: ۱/۲۶۸
3 تقریب التہذیب: ص ۲۳۹
4 کتاب الضعفاء والمتروکین: ص ۲۷۲
5 میزان الاعتدال: ۳/۷۲

⑧ امام سعدی فرماتے ہیں: "یہ کذاب ہے۔"

⑨ امام ابن عدی جرجانی اس کی بیان کردہ بعض روایتیں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ولعطاء بن عجلان غير ما ذكرت وما ذكرت وما لم أذكر عامة رواياته غير محفوظة[1]

"جو میں نے ذکر کی ہیں، ان کے علاوہ بھی عطا بن عجلان کی روایتیں بھی ہیں اور عام طور پر اِس کی بیان کردہ روایتیں غیر محفوظ ہیں، چاہے میں نے اُن کو ذکر کیا ہے یا ذکر نہیں کیا۔"

⑩ امام ذہبی فرماتے ہیں:

"واہِ (انتہائی کمزور) ہے اور بعض ائمہ نے اِسے متہم (بالکذب) قرار دیا ہے۔"[2]

⑪ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

وقال عباس الدوری عن ابن معين ليس بثقة وقال في موضع آخر: كذاب وقال في موضع آخر: لم يكن بشيء كان يضع له الأحاديث فيحدث بها

"ابن عباس دوری ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ یہ راوی (عطا بن عجلان) ثقہ نہیں ہے اور ایک موقع پر فرمایا کہ "یہ کذاب ہے۔" اور ایک دوسری جگہ پر فرمایا کہ "یہ کچھ بھی نہیں۔اِس کے لیے سامنے احادیث گھڑی جاتیں تھیں تو یہ اُن کو بیان کر دیتا۔"

⑫ اُسید بن زید نے زہیر بن معاویہ سے بیان کیا ہے کہ

"میں نے عطا بن عجلان اور ایک دوسرے آدمی جن کا اُنہوں نے ذکر کیا، کے علاوہ کسی کو متہم قرار نہیں دیا۔ وہ کہتے ہیں میں نے اِس کا حفص بن غیاث سے ذکر کیا تو انہوں نے اِس بات کی تصدیق کی۔"

⑬ وقال عمرو بن علي: كان كذابا

---

1 الکامل لابن عدی: ۲۰۰۳/۵

2 الکاشف: ۲۶۱/۲

''اور عمرو بن علی نے کہا کہ یہ (عطا بن عجلان) کذاب تھا۔''

⑭ امام ابو زرعہ کہتے ہیں: ''یہ ضعیف (راوی) ہے۔''

⑮ امام ابو حاتم فرماتے ہیں: ''یہ (انتہائی) ضعیف الحدیث اور انتہائی منکر الحدیث ہے۔''

⑯ امام ابو داوٗد فرماتے: ليس بشيء ''یہ کچھ بھی (حیثیت والا) نہیں ہے۔''

⑰ امام نسائی فرماتے ہیں: ليس بثقة ولا يكتب بحديثه

''یہ ثقہ نہیں ہے اور اِس کی بیان کردہ حدیث کو لکھا (بھی) نہیں جائے گا۔''

⑱ امام ترمذی فرماتے ہیں: ''یہ ضعیف اور ذاهب الحدیث ہے۔''

⑲ امام جوزانی فرماتے ہیں: ''یہ کذاب ہے۔''

⑳ علی بن الجنید فرماتے ہیں: ''یہ راوی متروک ہے۔''

㉑ امام ازدی اور امام دار قطنی نے بھی ایسے ہی کہا ہے۔

㉒ ابن شاہین نے اِس کو ضعفا میں ذکر کیا ہے۔

㉓ ابن معین نے کہا کہ ليس بثقة ولا مأمون

''یہ عطاء بن عجلان نہ ثقہ ہے اور نہ ہی مأمون۔''

㉔ امام طبرانی فرماتے ہیں:

''یہ راوی روایت میں ضعیف ہے اور کئی چیزیں بیان کرنے میں متفرد ہے۔''

㉕ ساجی کہتے ہیں: ''یہ منكر الحديث ہے۔''

㉖ ابن حیان کہتے ہیں: كان يتلقن كلمة لقن ويجيب فيما يسئل حتى يروى الموضوعات عن الثقات[1]

''اِسے جو کلمہ تلقین کیا جاتا تو یہ تلقین قبول کر لیتا تھا۔ حتیٰ کہ یہ موضوع (من گھڑت) روایتیں بیان کرنے لگا۔''

خلاصۂ بحث

قارئین کرام! یہ تھی شداد بن اَوس رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت کی سند کی حقیقتِ حال

1 تہذیب التہذیب: ۷/۲۰۸،۲۰۹

جس پر بزعم خویش نئی مذہبی سوچ کی بنیاد بڑے بلند دعوؤں کے ساتھ رکھی گئی تھی۔

- اِس روایت کی پہلی سند جو ابن ماجہ میں ہے، تین علتوں کی وجہ سے ضعیف ہے۔
- جبکہ دوسری سند جو مسند احمد[1]، حاکم، طبرانی، حلیۃ الاولیاء وغیرہ میں ہے۔ اِس میں عبد الواحد بن زید بصری منکر الحدیث اور متروک راوی ہے۔
- اور رہی تیسری سند حلیہ الاولیاء والی تو اِس کی حالت تو پہلی دونوں سے بھی زیادہ خراب ہے، اِس میں عطاء بن عجلان منکر الحدیث، متروک اور کذاب ہے۔

نہ تو یہ راوی اور سندیں کسی دوسرے کا متابع بن کر اُس کو قوت دے سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی دوسرا اِن کو کیونکہ متابعت کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ

أن لا يكون الضعف شديدًا، أن تعتضد بمتابعة أو شاهد مثله أو أقوى منه، أن لا تخالف رواية الأوثق أو الثقات[2]

''ضعف شدید نہ ہو، اس کو اس کے مثل یا اس سے زیادہ قوی متابعت یا شاہد کی تائید حاصل ہو، اور یہ کہ یہ اپنے سے زیادہ ثقہ یا ثقات کی روایت کے خلاف بھی نہ ہو۔''

لہٰذا نہ تو یہ روایت نبی ﷺ سے ثابت اور نہ ہی اس سے ان حضرات کا یہ دعویٰ ثابت ہوتا ہے کہ ''اُمتِ مسلمہ میں شرک نہیں پایا جاسکتا اور کوئی مسلمان شرک نہیں کر سکتا۔''

اسی طرح مسند احمد، حلیۃ الاولیاء[3] اور ان سے سیر اعلام النبلاء[4] کے حوالے سے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت بیان کی جاتی ہے جس میں جزیرۃ العرب کی قید بھی ہے لیکن اس روایت کی سند بھی ضعیف ہے اور پھر اس میں لا يعبدون شمسًا ولا قمرًا ولا حجرًا ولا وثنًا کے زیر بحث الفاظ بھی نہیں ہیں، لہٰذا اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ خالص قرآن وسنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

نوٹ: بعض اقتباسات کے حوالے متن میں مذکور نہیں دراصل آخری حوالہ اس سے قبل کے حوالہ جات کو شامل ہے۔

1. مسند احمد: ۱۲۴/۴
2. ضوابط الجرح والتعدیل: ص ۱۳۰
3. مسند احمد: ۱۲۶/۴، حلیۃ الاولیاء: ۲۶۹/۱
4. سیر اعلام النبلاء: ۴۶۱/۲، دوسرا نسخہ: ۴۵۳/۳